بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ اوّل

پاکستان کا ہر باشعور شہری جانتا ہے کہ ہمارا ملک اس وقت شدید قسم کے خطرات سے دوچار ہے۔ ایک جانب ملک کی داخلی صورتِ حال انتہائی غیر تسلی بخش ہی نہیں نہایت تشویشناک ہے۔ پاکستان میں بسنے والے لوگوں کے مابین علاقائی، لسانی اور سیاسی بنیادوں پر اختلافات اب نفرتوں اور عداوتوں کے ایک ایسے سیلاب میں تبدیل ہو چکے ہیں جس کا رُخ موڑنا بظاہر احوال ناممکن نظر آتا ہے۔ اور دوسری جانب پاکستان کی سرحد پر دو اکثر دشمن گویا حملہ آور ہوا ہی چاہتا ہے۔ ملک کے داخلی حالات کے پیشِ نظر دشمنوں کو خوب اندازہ ہے کہ پاکستان پر کاری ضرب لگانے کا ایسا موقع شاید ہی پھر کبھی ہاتھ آئے۔ پھر بھارت کے اندرونی حالات بھی اس بات کے متقاضی ہیں کہ فی الوقت وہاں کی قیادت کو بھی کشمیر کے معاملے میں پاکستان سے آخری لڑائی لڑنے ہی میں اپنی عافیت نظر آتی ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے گویا اہلِ پاکستان کے لیے اللہ کے آخری فیصلے کا وقت شاید آپہنچا ہے ؎

تقدیر تو مبرم نظر آتی ہے ولیکن
پیرانِ کلیسا کی دعا ہے کہ یہ ٹل جائے!

حقیقت یہ ہے کہ ہم اہلِ پاکستان اپنی بداعمالیوں سے خود کو کبھی کا اللہ کے عذاب کا مستحق بنا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عفو و درگزر کے طفیل ہماری رسی دراز ہوتی چلی گئی۔ اُن چھوٹے چھوٹے بے شمار عذابوں کا مزا چکھنے کے باوجود جو ہمیں جھنجھوڑنے کی غرض سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے رہے، ہم نے اصلاحِ احوال کی جانب رتی بھر توجہ کی۔ سقوطِ مشرقی پاکستان کا سانحہ بھی ہمیں خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے لیے ناکافی ثابت ہوا۔ تاہم قدرت کی طرف سے ہمیں مزید ڈھیل ملتی چلی گئی اور ہم

”وَاِذَا اَرَدْنَا اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ“

کا مصداق بننے چلے گئے۔ اور اب ہم صریحاً اللہ کے عذاب کی زد میں ہیں اور شدید اندیشہ ہے کہ "دَمَّرْنٰهَا تَدْمِیْرًا" کی سنتِ الٰہی ہمارے حق میں پوری ہو کر رہے گی۔

مزید تکلیف دہ بات یہ ہے کہ قوم بحیثیتِ مجموعی "احساسِ زیاں" سے بھی محروم ہو چکی ہے۔ ہر کسی کو اگر کوئی فکر ہے تو بس اپنی مصروفیات، اپنے مشاغل، اپنی اغراض اور اپنے مفادات کے بارے میں ہے۔ ذاتی مفادات و اغراض سے بلند تر ہو کر سوچنے کی صلاحیت عوام ہی میں نہیں اربابِ سیاست و حکومت میں بھی مفقود نظر آتی ہے۔ ملک و ملّت کے بارے میں سنجیدہ انداز میں غور و فکر کرنے کے لیے ہمارے پاس وقت ہے نہ اس کی ضرورت کا کوئی احساس! گویا ہم مسلمانانِ پاکستان ہر اعتبار سے "یہی ہے مرنے والی امتوں کا عالمِ پیری" کا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔

کچھ توقع اگر تھی تو اُن دینی جماعتوں سے تھی جنہوں نے ملتِ اسلامیہ پاکستان میں نفاذِ اسلام کو اپنی منزل قرار دے رکھا ہے کہ وہ وقت کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے ملت کی کشتی کو اس مہیب گرداب سے نکالنے کے لیے مِل جل کر کوئی لائحہ عمل بنائیں گی لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ! ـــــ انہیں الیکشن میں اپنی سیٹوں کے حساب کتاب بلکہ چھینا جھپٹی سے فرصت نہیں۔ الیکشن کے اس ہنگامے میں سیٹوں کے معاملے میں جوتیوں میں جس طرح سے دال بٹ رہی ہے اس نے دینی عناصر کی رہی سہی عزّت بھی خاک میں ملا دی ہے۔

ہاں ایک مردِ درویش ہے جسے یہ صورتِ حال خون کے آنسو رُلاتی ہے۔ وہ اپنی بساط بھر لوگوں کو اجتماعی توبہ کی جانب متوجہ کر رہا ہے۔ اس نے اپنے احساسات لوگوں تک پہنچانے کے لیے ہر ممکن ذریعہ استعمال کیا ہے لیکن تادمِ تحریر اس نقار خانے میں اس کی آواز صدا بصحرا ثابت ہو رہی ہے۔ قارئین جان گئے ہوں گے کہ ہمارا اشارہ مرکزی انجمن خدام القرآن کے صدر مؤسس اور تنظیم اسلامی کے داعی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی جانب ہے جو پچھلے تین ماہ سے گویا پکار پکار کر لوگوں کو اس ہولناک انجام کی جانب متوجہ کر رہے ہیں جس سے عالمِ عرب اور مسلمانانِ پاکستان دوچار ہونے والے ہیں۔ عذابِ خداوندی "ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" کی مانند گویا تُلا کھڑا ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب اپنے حالیہ خطباتِ جمعہ اور خطابِ عام میں قومِ یونسؑ کے حوالے سے اِس بات کو عام کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں کہ اِس مہیب صورتِ حال سے نکلنے کی واحد سبیل اجتماعی توبہ کی جانب متوجہ ہونا ہے۔ جس طرح حضرت یونسؑ کی قوم سے عذاب کے واضح آثار شروع ہونے کے

© rasailojaraid.com

باوجود اجتماعی توبہ کے سبب سے عذاب ٹال دیا گیا تھا اسی طرح ہم آج بھی اجتماعی توبہ کے ذریعے اللہ کی رحمت کو آواز دے سکتے ہیں۔ اللہ کی رحمتِ خصوصی اگر ہماری دستگیری فرمائے تو ہم اِس خوفناک صورتِ حال سے نکل سکتے ہیں۔ اس لیے کہ ابھی تک ہمارا معاملہ تو یہ رہا ہے کہ:

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا — پر تُو نے دلِ آزردہ ہمارا نہ کیا!
ہم نے تو جہنّم کی بہت کی تدبیر — لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا!!

تاہم اللہ کی رحمتِ خصوصی کو دعوت دینے کی واحد صورت اجتماعی توبہ کی ہے۔ قوم کا ایک قابلِ ذکر حصہ اگر خلوصِ دل کے ساتھ اور اپنی سابقہ غلط کاریوں پر ندامت و پشیمانی کے جذبات کے ساتھ اللہ کی جناب میں رجوع کرے تو اس تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے —— لیکن اس کے ساتھ ہی اجتماعی توبہ کا ایک تقاضا اور بھی ہے[1]۔ ہمیں اپنی اُس اِجتماعی تقصیر کی تلافی بھی کرنی ہوگی جس کا ارتکاب کرتے ہیں اب نصف صدی ہونے کو آتی ہے۔ ۴۴ سال قبل ہم نے بحیثیتِ قوم اپنے رب سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اگر ہم مسلمانانِ برعظیم پاک و ہند کو ایک خطۂ زمین عطا کر دے تو ہم اسے اسلام کے اصولِ حریت و اخوت و مساوات کا ایک نمونہ بنا دیں گے۔ بالفاظِ دیگر اسلام کے نظامِ عدل اجتماعی کو نافذ و قائم کر کے ایک مثالی اسلامی ریاست کا نمونہ دنیا کو دکھا دیں گے۔ پروردگار نے ہمیں پاکستان کی شکل میں ایک خطۂ زمین عطا کر کے گویا ہماری دعا قبول فرمالی اور "فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ" کے مصداق ہمیں یہ موقع فراہم کیا کہ ہم اپنے وعدے کو پورا کریں —— ہم پاکستان میں اسلام کے نظامِ عدل اجتماعی کو کیا نافذ و غالب کرتے، پچھلے ۴۴ سالوں کے دوران ہم نے اسلام کے عائلی نظام میں بھی نقب لگا کر گویا "بچے کھچے دین" کا بھی حلیہ بگاڑ کے رکھ دیا ؎

ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے
ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ

مقامِ عبرت ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو جب یہ اندازہ ہوا ہے کہ وہاں کی حکومت اُن کے عائلی نظام میں شگاف ڈالنے پر تُلی ہوئی ہے تو وہ حکومت کے ناپاک

---

[1] اِس موضوع پر محترم ڈاکٹر صاحب کا ایک مفصل خطاب اگست ۹۰ء کے میثاق میں شائع ہو چکا ہے۔

.com

عزائم کی راہ میں آہنی دیوار بن گئے۔ انہوں نے دینی غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے ہر نوع کی قربانیاں دے کر یہ ثابت کیا کہ وہ اس معاملے میں کٹ مرنے کو تیار ہیں۔ لیکن حکومت کا اقدام انہیں کسی صورت گوارا نہیں۔ چنانچہ کانگریس کی حکومت کو بالآخر گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ دوسری طرف اپنا حال دیکھئے کہ پاکستان میں ۱۹۶۲ء سے خلافِ اسلام عائلی قوانین نافذ ہیں لیکن دینی عناصر کو آج تک یہ توفیق نہیں ہوئی کہ مل جل کر اس کے خلاف کوئی مؤثر تحریک چلا سکیں!

ہمارے جرائم کی فہرست بہت طویل ہے۔ ان کردہ گناہوں کی سزا شاید اب ہمیں ملنے ہی والی ہے۔ ہاں اللہ کی رحمت اگر ہمیں اپنی آغوش میں لے لے تو بات دوسری ہے! لیکن اس کی رحمت تک رسائی اجتماعی توبہ ہی کے ذریعے ممکن ہے: سورۃ الزمر کی یہ آیت بہت ہمت افزا ہے: يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو بخشنے والے ہیں لیکن ہم توبہ و استغفار کی راہ اختیار تو کریں! معاملہ تو یہ ہے کہ ع "ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں!" ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں میں یہ احساس اجاگر کیا جائے، انہیں اجتماعی توبہ پر آمادہ کیا جائے اور پھر اس توبہ کے عملی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اسلام کے نظامِ عدلِ اجتماعی کے قیام و نفاذ کے لیے نیک نیتی کے ساتھ مل جل کر جدّ و جہد کا آغاز کر دیا جائے۔ اس معاملے میں موجود الوقت دینی عناصر کی ذمہ داری سب سے بڑھ کر ہے۔ یہ بات جان لیجئے کہ یہ مسئلہ اب محض ہمارے دین و ایمان ہی کا نہیں زندگی اور موت کا بھی ہے۔ اسے اگر اوّلیت نہ دی گئی تو شدید اندیشہ ہے کہ "دیکھنا ان بستیوں کو تم کہ ویراں ہو گئیں!"

محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اپنے حالیہ خطابات میں قربِ قیامت کی علامت کا ذکر کرتے ہوئے متعدد مواقع پر مولانا سیّد حامد میاں رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مقالے کا حوالہ دیا ہے جس کے ذریعے احادیث کی روشنی میں قربِ قیامت میں ہونے والی عظیم جنگوں کی کچھ تفصیلات سامنے آتی ہیں۔ اور یوں محسوس ہوتا ہے گویا ہم اُن خوفناک جنگوں کے دہانے تک پہنچ چکے ہیں۔ خواہش یہ تھی کہ وہ مفصّل مقالہ اگر دستیاب ہو جاتا تو اُسے

(باقی صفحہ پر)

© rasailojaraid.com